AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title	Credit, Debit Aur Charge Card kay Zariye hony Waly Muasir Maali Muamlaat ka Sharyi Jaiza
Author (s):	Hafiz Muazam Shah Dr Muhammad Anaz Rizwan
Received on: **Accepted on:**	02 November, 2020 15 Ferbruary, 2021
Published on: **Citation:**	18March, 2021 English Names of Authors, " Credit, Debit Aur Charge Card kay Zariye hony Waly Muasir Maali Muamlaat ka Sharyi Jaiza", AL-ILM 5 no 1 (2021): 214-233
Publisher:	Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

کریڈٹ، ڈیبٹ اور چارج کارڈ کے ذریعے ہونے والے معاصر مالی معاملات کا شرعی جائزہ

حافظ معظم شاہ*

ڈاکٹر محمد انس رضوان**

Abstract

Credit, debit, and charge cards are provided by the banks to facilitate their customers to enable them to withdraw cash from their accounts or to obtain credit or to pay for goods and services purchased. There are some shariah issues related to the use of these cards. The most important of these issues are the relationship between the provider and the user and the settlement of financial rights and obligations between different parties involved in the transactions made through these cards. The purpose of this study is to explain the types and characteristics of these cards and to discuss the shariah principals and rulings for dealing with them related to both Islamic financial institutions that provide this facility to their customers and the customers who avail this facility. The study also explains the shariah ruling related to the use of these cards in various circumstances by various customer and shariah rulings regarding settlement of rights and obligation arising from credit transactions or spot payments. The article proceeds with an introduction and discussion on the characteristics of different types of cards. The second part discusses the shariah ruling on different types of cards, affiliation for membership of international card regulatory organization, commission payable by merchants accepting the card, shariah status of the fee charged by the institutions to the card holder, purchasing gold and silver and cash withdrawal using these cards. The last part explains the findings of this discussion on the topic. The study found that it is permissible for institution to pay amount for the membership of international card regulatory organization on the basis of *Ijara* Contract. Moreover the fee charged by the bank for issuing the card is also permissible on the basis of *Hawal*. It is also permissible to purchase gold and silver by debit card as the condition of possession is fulfilled in the transaction.

Keywords: Credit, Debit, Charge Card, *Ijarah* contract, *Hawala* Contract

---

*لیکچرر ڈیپارٹمنٹ آف شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، فیکلٹی آف شریعہ، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

جدید مالی اور معاشی نظام میں مالی واجبات کی ادائیگی کو آسان بنانے کیلیے کریڈٹ کارڈ ایجاد کیا گیا۔ اس کارڈ کی مختلف اقسام ہیں اور ہر کارڈ کا ایک خاص طریقہ استعمال اور خاص مقاصد ہیں۔ زیر نظر مقالے میں ان ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام بیان کیے جائیں گے عموما مالیاتی ادارہ اپنے صارفین کو مختلف امور میں سہولت کے لیے یہ کارڈ جاری کرتی جیسے اپنے حساب (Account) سے رقم نکالنا، قرض کے حصول کیلئے اس کو استعمال کر سکیں، خریدی گئی اشیاء و خدمات کی قیمت ادا کرنا۔

کارڈ کی تمام اقسام کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ پر عموما کریڈٹ کارڈ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

بیان مسئلہ

کریڈٹ، ڈیبٹ اور چارج کارڈ کے استعمال کے نتیجے میں کچھ شرعی مسائل سامنے آتے ہیں جن کا تحقیقی جواب جاننے کی ضرورت ہے۔ ان کارڈز کے استعمال میں بعض صورتیں ایسی ہیں جو سود کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف بینکوں سے جاری شدہ ان کارڈز کا استعمال اے ٹی ایم مشین یا انٹرنیٹ کے ذریعے رقم کی لین دین اور نقد رقم کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ تاہم اس سلسلے مین ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ایک بینک کی جانب سے جاری شدہ کارڈ کے ذریعے کسی دوسرے بینک کے اے ٹی ایم مشین سے رقم وصول کی جاتی ہے۔ اس صورت میں دونوں بینکوں کے درمیان معاملات کی شرعی حوالے سے نوعیت کیا ہوگی۔ اسی طرح اگر کرنسی کا اختلاف ہو مثلاً ڈالر وصول کر لیے ہیں تو دونوں بینکوں کے درمیان معاملات کیسے طے پائیں گے اور ان معاملات کی فقہی تکییف کیا ہوگی۔ آیا یہ معاملہ قرض کا ہوگا یا عقد صرف کی بنیا پر ہوگا؟۔ اگر عقد صرف ہو تو الیکٹرانک ٹرانزیکشن میں عقد صرف کی شرائط کیسے پوری ہوں گی اور طرفین سے قبضہ کی کیا صورت ہوگی۔؟ اور ان کارڈز کے ذریعے اگر خریداری کی جائے تو اس صورت میں معاملہ کی فقہی تکییف کیا ہوگی؟ مزید یہ کہ ان کارڈز کے اجرا پر فیس کی وصولی کا کیا حکم ہوگا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اس موضوع پر اس سے پہلے وہبۃ مصطفی الزحیلی، نے بَحْثٌ عَنْ بَطَاقَاتِ الائتمانِ المصرفِيّة، کے عنوان سے ایک جامع مقالہ تحریر کیا ہے نیز ڈاکٹر عبد الستار غدہنے، بطاقات الائتمان تصورھا والحکم الشرعی علیھا کے عنوان تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے کریڈٹ کارڈ کی حقیقت اور اور اس کے شرعی احکام پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر نیزیہ حماد، نے بطاقات الائتمان غیر المغطاۃ کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جس میں کریڈٹ کارڈ کی مختلف اقسام پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔، پروفیسر الصدیق محمد امین الضریر نے مقالہ بعنوان،

بطاقات الائتمان میں کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام پر روشنی ڈالی ہے۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے کریڈ کارڈ کے ذریعے انجام پانے والے بعض معاملات کا ذکر اپنی کتاب فقہ البیوع میں کیا ہے۔

کریڈٹ کارڈ کی حقیقت

اور مجمع الفقہ الاسلامی نے اس لیے کریڈٹ کارڈ کی درج ذیل تعریف کی ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے کریڈٹ کارڈ کی تعریف یوں کی ہے۔ **مُستَندٌ يعُطيه مُصدِرُه لِشَخصٍ طَبعيٍّ او اِعتِباريٍّ بِنَاءً على عَقدٍ بَينَهمَا يمكنُه مِن شِراءِ السّلعِ او الخَدَمَات ممن يعتَمِدُ المُستندُ دُونَ دَفعِ الثّمنِ حَالاً لِتَضمُّنِه التِزَامَ المُصدِرِ بِالدَّفعِ وَمن اَنوَاعِ هٰذا المستندِ مَا يُمكّنُ مِن سَحبِ النُّقُودِ مِن المَصَارِفِ-1**

"یہ ایک ایسا مستند ہے جو کہ اس کو جاری کرنے والا کسی شخص حقیقی یا قانونی کو جاری کرتا ہے دونوں کے درمیان ایک عقد کی بنیاد پر۔ جو اس (شخص حقیقی یا قانونی) کیلئے ایسے اداروں یا اشخاص سے اشیاو خدمات خریدنے کو ممکن بناتا ہے جو کہ اس مستند پر اعتماد کرتے ہیں۔ (جبکہ اس معاملے میں) ادائیگی فوری نہیں ہوتی کیونکہ اس میں کارڈ جاری کرنے والے نے رقم کی ادائیگی کا التزام کیا ہوتا ہے۔ اس کارڈ کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ ان کے ذریعے بینکوں سے نقد رقم نکالنا ممکن ہوتا ہے۔"

اس کی وضاحت یہ ہے کہ بعض بنک یہ کارڈ جاری کرتے ہیں اور اپنے صارف کو دیتے ہیں اس کے مقابلے میں ان سے اجرت لیتے ہیں۔ اس کو جاری کرنے والے بنکوں کا مختلف تاجروں (جو ان کو قبول کرتے ہیں) کے ساتھ اتفاق ہوتا ہے کہ جب تاجروں سے کوئی شخص کسی خدمت یا اشیا کو خریدنے کے سلسلے آئے گا تو وہ نقد ادائیگی کے بجائے اس تاجر کو یہ کارڈ کھائے گا اور تاجر اس کارڈ کے بارے مطمئن ہونے کے بعد خریداری کی چٹ پر خریدنے والے کے دستخط لے لیتا ہے۔ اب یہاں پر کارڈ ہولڈر کی ذمہ داری مکمل ہو جاتی ہے۔

اب وہ بنک جس نے اس خریدار کو کارڈ جاری کیا ہے وہ یا تو اس خریدار کے اکاؤنٹ سے رقم اس بائع (تاجر) کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے۔ اور کبھی وہ بنک اپنی طرف سے ادائیگی کر کے وہ رقم ایک محدود مدت کے اندر اندر اس مشتری سے لیتا ہے اگر وہ اس مقرر وقت کے اندر ادائیگی نہ کرے تو پھر اس مشتری کو مقررہ سود کے ساتھ ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔

کارڈز سے متعلقہ مختلف فریق:

ا۔کارڈ جاری کرنے والا ادارہ:

یہ وہ ادارہ یا بنک ہوتا ہے جو گاہک کو کارڈ جاری کرتا ہے اس کو کارڈ جاری کرنے کی اجازت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ کارڈ جاری کرنے والے عالمی تنظیم کا رکن ہوتا ہے یہی ادارہ کارڈ ہولڈر کے وکیل کی حیثیت سے تاجر کو خریدی گئی اشیا و خدمات کی قیمت ادا کرتا ہے۔

۲۔کارڈ ہولڈر: یہ وہ شخص ہے جس کے نام پر کارڈ جاری کیا جاتا ہے اور یہ کارڈ استعمال کرنے کا اس کو حق ملتا ہے اور حسب المعاہدہ کارڈ کے اجرا اور استعمال پر مرتب ہونے والے فیس (قیمت) کی ادائیگی کرتا ہے۔

۳۔کارڈ تسلیم کرنے والا تاجر: یعنی وہ جو کارڈ جاری کرنے والے بنک سے اس بات کا معاہدہ کرتا ہے کہ ہو اپنے پاس موجود اشیا و خدمات کارڈ ہولڈر کو سپلائی کرے گا۔

۴۔کارڈ کی سرپرست تنظیم: کارڈ کی سرپرست تنظیمیں کئی ہیں جس میں مشہور دو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ویزا تنظیم۔

۲۔امریکن ایکسپریس۔American Express

اس میں سے ویزا تنظیم ایک ایسے کلب سے عبارت ہے جس میں تنظیم کے تمام قوانین و قواعد کے پابند بنک اور مالی ادارے شریک ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ویزا تنظیم کے قواعد سے اختلاف نہیں رکھتا۔اس تنظیم کا مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا بلکہ لاگت کے بقر ارکان و اعضا فیس وصول کرتی ہے۔اور متنکلمین ممبر بنکوں کے نمئندوں پر مشتمل ہوتی ہے یہ تنظیم کارڈ جاری نہیں کرتی بلکہ کارڈ جاری کرنا بنکوں کا کام ہے اور کارڈ ان اصولوں کا پابند ہوتا ہے جنہیں بنک وضع کرتا ہے۔

یہ دراصل ایک بڑی تنظیم ویزا کے نام سے ۱۹۷۷ میں وجود میں آیا۔ جس میں رکن بنکوں نے شمولیت اختیار کی۔ اس تنظیم کی اس کے علاوہ بھی دیگر ذمہ داریاں ہیں جن کی تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔[2]

مختلف قسم کے کارڈ کی خصوصیات:

ان میں سے ہر کارڈ کی اپنی خصوصیات ہیں کچھ خصوصیات تمام اقسام کے کارڈز میں مشترک ہیں جبکہ کچھ دیگر خصوصیات کارڈز کے بعض اقسام کے ساتھ خاص ہیں۔ ذیل میں ہر کارڈ کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں

ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات:

ا۔یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کے اکاؤنٹ میں رقم (Balance) موجود ہو۔

ب۔ حامل (Card Holder) کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اس کے ذریعے اپنے اکاؤنٹ سے اس میں موجود رقم کے بقدر یا اس سے کم رقم نکالے یا اشیا و خدمات جو اس نے خریدی ہیں ان کی قیمت ادا کرے اور یہ رقم اس کے اکاؤنٹ سے فورا منہا کر دی جاتی ہے۔ اس کارڈ ذریعے قرض مہیا کرنے کی سہولت نہیں ہوتی

ج۔ عام طور پر اس کارڈ کے استعمال پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ ہاں بعض حالات میں جب کارڈ ہولڈر نقد رقم اکاؤنٹ سے نکالتا ہے یا جب اس کے ذریعے کوئی اور کرنسی خرید تا ہے کسی ایسے ادارے کے ذریعے کہ جس نے یہ کارڈ جاری نہیں کیا۔ تو اس صور میں کچھ رقم بطور فیس لیتی ہے۔

د۔ اس کارڈ کے اجرا کی کبھی کبھار فیس لی جاتی ہے اور کبھی نہیں لی جاتی۔

ہ۔ بعض ادارے یہ کارڈ قبول کرنے والے بائع، دوکاندار وغیرہ سے فروخت کی گئی اشیا و خدمات کی قیمت کا کچھ حصہ وصول کرتے ہیں[3]

چارج کارڈ: (Charge Card)

چارج کارڈ کی خصوصیات:

ا۔ یہ کارڈ صاحب کارڈ (card holder) کو ایک متعین حد تک قرض لینے کا حق دیتا ہے اور اس کے ذریعے اشیا و خدمات کی خریداری پر ادائیگی بھی کی جاتی ہے

ب۔ یہ کارڈ اشیا و خدمات کی خریداری پر اس کی قیمت کی ادائیگی اور نقد رقم وصول کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا۔

ج۔ صاحب کارڈ (card holder) پر لازم ہوتا ہے کہ وہ خریدی گئی ان اشیا کی قیمت جس کی ادائیگی اس کارڈ کے ذریعے کی گئی ہے، ایک مقررہ مدت میں کارڈ جاری کرنے والے بنک کو ادا کرے۔

د۔ اگر کارڈ ہولڈر اس مقررہ مدت میں ادائیگی نہ کرے اور اس سے تاخیر کرے تو اس پر اضافی رقم سود کی شکل میں مرتب ہوتی ہے۔ البتہ یہ روایتی تجارتی بنکوں میں ہوتا ہے جہاں تک اسلامی بنکوں کا تعلق ہے تو وہ ادارے یہ اضافی رقم سود لازم نہیں کرتے۔

ہ۔ یہ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حامل کارڈ سے خریدی گئی اشیا و خدمات کی رقم سے اضافی رقم وصول نہیں کرتا۔ تاہم وہ ان کے تاجروں سے ان کے فروخت کردہ سامان یا خدمات پر کمیشن لیتا ہے جو اس کارڈ کو قبول کرتے ہیں۔

و۔ یہ کارڈ جاری کرنے والا ادارہ کارڈ قبول کرنے والے تاجر کو کریڈٹ قرض کی مقررہ حد تک یا اس سے زیادہ رقم جس پر پہلے سے فریقین کا اتفاق ہوتا ہے اشیا و خدمات کی قیمت ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے ادارے اور کارڈ قبول کرنے والے تاجر یہ تعلق کہ پہلا دوسرے کو اشیا و خدمات کی قیمت کی ادائیگی کا پابند براہ راست ہوتا ہے اور یہ تعلق حامل کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے تاجر کے تعلق سے الگ ہوتا ہے۔

ز۔کارڈ جاری کرنے والے ادارے کا حامل کارڈ پر براہ راست حق ہوتا ہے کہ وہ اس سے اس رقم کی وصولی کرے جو کہ کارڈ جاری کرنے والے ادارے نے اس کی طرف سے ادا کی ہے اور کارڈ جاری کرنے والے ادارے کا یہ حق الگ اور مستقل ہے اس تعلق سے جو کہ حامل کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے کے درمیان ایک عقد کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے[4]

کریڈٹ کارڈ:Credit Card

ا۔یہ کارڈ متعین شرح کے اندر وقت کے اعتبار سے بڑھتے رہنے والے قرض کا حقیقی ذریعہ ہے۔اس کا تعین کارڈ جاری کرنے والا ا

دارہ کرتا ہے۔نیز یہ مالی واجبات کی ادائیگی کا بھی ذریعہ ہے۔

ب۔اس کارڈ کے ذریعے حامل کارڈ جس حد تک اس کو قرض لینے کی اجازت ہوتی ہے اس حد تک اشیا و خدمات کی قیمتوں کی ادائیگی بھی کر سکتا ہے اور نقد رقم بھی نکال سکتا ہے۔

۳۔حامل کارڈ اگر اشیا و خدمات کی خریداری کرتا ہے تو اس کو ایک مقررہ مدت دی جاتی ہے کہ وہ اس مدت کے اندر کارڈ جاری کرنے والے ادارے کو بغیر کسی اضافی رقم سود کی ادائیگی کر دے۔

تاہم حامل کارڈ کو اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ مذکورہ بالا مقررہ مدت کے بعد کسی مقررہ مدت میں متعین سود کے ساتھ ادائیگی کر دے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ اس کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکالے تو اس صورت میں اس کو ایسا وقت نہیں دیا جائے جس میں وہ بغیر سود کے ادائیگی کر دے[5]

مختلف قسم کے کارڈ کا شرعی حکم

1۔ڈیبٹ کارڈ۔Debit Card،کا شرعی حکم

اوپر مذکورہ ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کا استعمال دو طریقے سے ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ استعمال:

پہلا طریقہ استعمال یہ ہے کہ اس کو اشیا و خدمات کی خریداری کے وقت بطور آلہ ادائیگی کے استعمال کیا جائے ۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب حامل کارڈ کسی تاجر سے کوئی چیز خرید تا ہے اور بل کے اوپر دستخط کر کے تاجر کے حوالے کرتا ہے۔اب حامل کارڈ (مشتری) مدیون ہو گیا تاجر کا اور اس نے بائع (تاجر) کو کہا کہ یہ رقم اس کارڈ کو جاری کرنے والے بنک (ادارہ) سے لے لو تو مشتری (حامل کارڈ) محیل ہو گیا۔بائع (تاجر) محتال ہو گیا۔کارڈ جاری کرنے والا بنک محتال علیہ ہو گیا۔ اور چونکہ محتال علیہ (بنک) محیل کا مدیون ہے کیونکہ بنک میں اس کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہے اس لئے یہ حوالہ مقیدہ ہے اور تمام مسالک میں جائز ہے۔

اس معاملہ کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شرعی محظور لازم نہیں آتا۔جہاں تک اجراپر فیس کا تعلق ہے تو اس کا حکم آئندہ بیان ہو گا۔اس میں چونکہ حوالہ ہے اور حوالہ کے تمام ارکان و شرائط پورے طور پر اس میں پائے جاتے ہیں کیونکہ حوالہ میں تمام اطراف کی رضامندی شرط ہے۔چنانچہ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

(أَمَّا) رُكْنُ الْحَوَالَةِ هُوَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ. الْإِيجَابُ مِنْ الْمُحِيلِ، وَالْقَبُولُ مِنْ الْمُحَالِ عَلَيْهِوَالْمُحَالِ جميعا[6]

"جہاں تک حوالہ کے رکن کی بات ہے تو وہ ایجاب اور قبول ہے۔ ایجاب محیل کی جانب سے اور قبول محال علیہ اور محال کی جانب سے"

اور ڈیبٹ کارڈ کی صورت میں تاجر اور کارڈ جاری کرنے والے کے درمیان ابتدائی معاہدہ اس بات کی دلالت ہے کہ تینوں فریق اس حوالہ پر راضی ہیں۔

ڈیبٹ کارڈ دوسرا استعمال :

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے ذریعے نقد رقم نکالی جائے۔اب یا تو اسی بنک کی ATM مشین سے رقم نکالے گا جس نے کارڈ جاری کیا ہے یا کسی اور بنک کی ATM سے نکالے گا۔ پھر ہر ایک کی دو صورتیں ہیں کہ یا تو جس کرنسی میں اکاؤنٹ ہے وہی کرنسی نکالے گا یا کوئی اور کرنسی نکالے گا۔ مثلا اگر روپوں میں اکاؤنٹ ہے تو ریال نکالے گا۔(یہ عموما اس صورت میں ہوتا ہے جب کارڈ ایسا ہو جو عالمی طور پر استعمال کیا جاتا ہو۔)

اگر کارڈ جاری کرنے والے بنک کی مشین سے رقم نکالتا ہے اور اپنے اکاؤنٹ کی کرنسی نکالتا ہے تو یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے چیک کے ذریعے رقم نکالے کہ بنک اس کا مدیون ہے یہ معاملہ بلا اختلاف جائز ہے۔

اگر نکالی گئی رقم کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں موجود رقم سے مختلف ہے مثلا اکاؤنٹ روپوں میں ہے اور ڈالر نکالا گیا تو اس صورت میں دین کا مطالبہ اس کے جنس کے علاوہ کے ذریعے پایا گیا۔

اب مذکورہ بالا معاملہ کی دو صورتیں ممکن ہیں۔

یا تو یہ کہ یہ بیع ہے یعنی اکاؤنٹ ہولڈر اور حامل کارڈ نے اپنی کرنسی روپوں میں بنک کو بیچ دی اور ڈالر خرید لیا۔ تاہم اس صورت میں ضروری ہے کہ بنک حامل کارڈ کے اکاؤنٹ سے رقم فورا نکال دے (اس کارڈ کا اکاؤنٹ ڈیبٹ کر دے) تا کہ تقابض فی المجلس پایا جائے کیونکہ یہ بیع صرف میں داخل ہے۔ اور اگر فورا حامل کارڈ کے اکاؤنٹ سے رقم نہیں نکالتا تو پھر اس معاملے کی صحت کی صورت یہ ہے کہ بنک نے ڈالر حامل کارڈ کو بطور قرض کے دئے ہیں جس کا بعد میں کسی وقت بنک اور حامل کارڈ کے درمیان مقاصہ ہو جائے گا۔ تاہم مقاصہ میں جس دن مقاصہ ہو رہا ہو اس دن کے نرخ کا اعتبار کیا جائے نہ کہ اس دن کا جس دن نکالے گئے۔

اور اگر حامل کارڈ، کارڈ جاری کرنے والے بنک کے علاوہ کسی اور بنک کی مشین سے رقم نکالتا ہے اگر وہی کرنسی نکالتا ہے جس کرنسی میں اس کا اکاؤنٹ ہے مثلا گر اکاؤنٹ روپوں میں ہے اور روپے ہی نکالتا ہے تو اس صورت میں یہ اس بنک سے رقم قرض لیتا ہے جو کہ یہ بنک بعد میں اس بنک سے وصول کر لیتا ہے جس میں حامل کارڈ کا اکاؤنٹ ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اور کرنسی نکالتا ہے تب بھی یہ اس بنک سے رقم قرض لیتا ہے جو کہ یہ بنک بعد میں اس بنک سے وصول کر لیتا ہے جس میں حامل کارڈ کا اکاؤنٹ ہوتا ہے۔

2۔ چارج کارڈ Charge card کا شرعی حکم:

چارج کارڈ درج ذیل شرائط کے ساتھ جاری کرنا درست ہے۔

ا۔ حامل کارڈ پر معاہدہ میں یہ شرط عائد کرنا جائز نہیں کہ اگر وہ بروقت ادائیگی نہ کر پائے تو اس کو سود کی اضافی رقم دینی ہوگی۔

ب۔ اگر مالیاتی ادارہ یا کارڈ جاری کرنے والا ادارہ حامل کارڈ پر لازم کرے کہ کارڈ لینے کی صورت میں اس کو کچھ نقد رقم اپنے اکاؤنٹ میں بطور گارنٹی رکھنی ہوگی تو اس صورت میں معاہدہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ وہ کارڈ جاری کرنے والا مالیاتی ادارہ / بنک اس رقم کو حامل کارڈ کے فائدے کے لئے مضاربت کے طور پر کاروبار میں لگائے گا۔ اور حاصل شدہ منافع ادارے اور حامل کارڈ کے درمیان پہلے سے مقررہ نسبت کے ساتھ تقسیم ہو گا۔

ج۔ کہ ادارہ حامل کارڈ پر یہ شرط عائد کرے کہ وہ اس کارڈ کو ایسے کام میں استعمال نہیں کرے گا جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے اور یہ کہ ادارے کو حق ہو گا کہ ایسی صورت میں کارڈ (کی سہولت) واپس لے لے[7]

شرعی حکم کی وضاحت و دلائل:

پہلی شرط جو رکھی گئی ہے کہ اس میں کسی سود کا دخل نہ ہو تو یہ شرط لازمی ہے۔ اگر سود کا دخل ہو گا تو یہ کارڈ اور اس کا استعمال جائز نہ ہو گا۔ دوسری بات جو یہ ہے کہ مالیاتی ادارہ گارنٹی کے طور پر کچھ نقد رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے تاہم وہ رقم مضاربہ کے طور پر استعمال ہو گی۔ جس کا فائدہ حامل کارڈ کو بھی ہو گا۔ اس میں ایک سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابتدائی طور پر یہ شرط لگانا کیسا ہے کہ کارڈ تب جاری کیا جائے گا کہ جب حامل کارڈ گارنٹی کے طور پر کچھ رقم کارڈ جاری کرنے والے ادارے / بنک کے پاس رکھوا دے اور پھر وہ اس کو نکال بھی نہ سکے کیونکہ بظاہر یہ -**كلُّ قَرضٍ جَرَّ نَفعًا**- کے تحت آتا ہے لہذا جائز معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر الگ حیثیت سے ایک مستقل وعدہ کرے تو پھر گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

سودی لین دین والے کریڈٹ کارڈ کا حکم

مالیاتی اداروں یا بنک کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے کریڈٹ کارڈ (Credit Card) جاری کریں جو وقت کے اعتبار سے بڑھتے رہنے والے ایسے قرض کا حقیقی ذریعہ ہوں جو قرض صاحب کارڈ اضافی سود کے ساتھ مؤجل اقساط میں ادا کرتا ہے۔

شرعی دلیل:

اس کارڈ کے عدم جواز پر تقریباً تمام علما کا اتفاق ہے کیونکہ اس میں سودی لین دین ہے اور سودی لین دین کا معاہدہ ہے۔ کیونکہ جو قرض حامل کارڈ وصول کرتا ہے وہ اسے قسط وار سودی فائدے کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

مشین سے کارڈ کے ذریعے رقم نکالنے کی تکییف فقہی:

اگر حامل کارڈ، کارڈ کا استعمال اس مشین پہ کرتا ہے جو کہ کارڈ جاری کرنے والے ادارے (بنک) کا ہے تو یہ قرض کا معاملہ ہے اور حسب المعاہدہ واپس کرے گا۔

اگر اسی کرنسی میں واپس کرتا ہے تو کوئی اشکال نہیں بشرطیکہ سود کے ساتھ اضافہ نہ دے اور اگر کسی اور کرنسی میں واپس کرتا ہے تو پھر مقاصہ کے احکام جاری ہونگے۔ بہر حال معاملہ جائز ہے۔ اور اگر کسی اور بنک کی مشین استعمال کرتا ہے تو تب بھی معاملہ جائز ہو گا۔ کہ اس صورت میں حامل کارڈ محیل ہو گا، جس بنک کی مشین استعمال کی گئی وہ محال ہو گا۔ اور کارڈ جاری کرنے والا محال علیہ ہو گا۔ یہ حوالہ احناف کے ہاں جائز ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:

(وَأَمَّا) وُجُوبُ الدَّيْنِ عَلَى الْمُحَالِ عَلَيْهِ لِلْمُحِيلِ قَبْلَ الْحَوَالَةِ، فَلَيْسَ بِشَرْطٍ لِصِحَّةِ الْحَوَالَةِ، حَتَّى تَصِحَّ الْحَوَالَةُ، سَوَاءٌ كَانَ لِلْمُحِيلِ عَلَى الْمُحَالِ عَلَيْهِ دَيْنٌ، أَوْ لَمْ يَكُنْ۔[8]

”حوالہ سے پہلے محیل کا محال علیہ کے ذمے دین ہونا صحت حوالہ کیلئے شرط نہیں ہے۔ پس حوالہ درست ہو گا چاہے محیل کا محال علیہ کے ذمے دین ہو یا نہ ہو“

باقی ان دونوں بنکوں کا آپس کا معاملہ کیسا ہو تو یہ اوپر گزر چکا۔ اگر اس کے ذریعے اشیاو خدمات کی قیمت ادا کرتا ہے تو بھی دو صورتیں ہو نگی جو دونوں کارڈز کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہیں۔

کارڈ سے متعلق عمومی احکام

مختلف قسم کے کارڈز سے متعلق عمومی احکام درج ذیل ہیں

ا۔ مالیاتی اداروں یا بنکوں کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسی عالمی تنظیموں کا رکن بنیں جو کہ ان کارڈز کی سرپرستی دیکھ بال کرتی ہیں بشرطیکہ وہ تنظیمیں کوئی ایسی شرط لاگو نہ کریں جو کہ شریعت کے مخالف ہو۔

(ب): مالیاتی اداروں کو اجازت ہے کہ وہ ان کارڈز کی سرپرست تنظیموں کو رکنیت کی اور مختلف خدمات کی جو وہ تنظیمیں مہیا کرتی ہیں، فیس ادا کریں بشرطیکہ وہ کسی قسم کی براہ راست یا بالواسطہ سودی معاملہ سے پرہیز کریں۔ مثلاً فیس میں اس لیے اضافہ کر دیں کہ اس میں قرض کی جو سہولت دی گئی ہے اس سہولت کے مقابل رقم وصول کی جائے[9]

شرعی دلائل و فقہی تکییف:

ایسے مالیاتی اداروں کا رکن بننے میں کوئی شرعی محظور نہیں کیونکہ اس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ شریعت کے مخالف کوئی شرط عائد نہ کریں۔ جہاں تک اس فیس کا تعلق ہے جو اس سلسلے میں ان سرپرست تنظیموں کو دی جاتی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ یہ بنکوں اور عالمی سرپرست تنظیموں کے درمیان عقد اجارہ ہے۔ کیونکہ عالمی تنظیمیں کچھ خدمات مہیا کرتی ہیں۔ جن میں ان کی فنی مہارت، مختلف بنکوں کے درمیان تصفیہ، تسویہ، مقاصہ اور اس کے علاوہ جو دیگر مشاکل آتی ہیں ان کو حل کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

وَتَكْيِيفُ هٰذِهِ العَمَلِيَّةِ فِقهًا أنَّ هٰذِهِ الرُّسُومَ هِيَ مُجَرَّدُ أُجرَةٍ يَأخُذُهَا المَصرِفُ مُقَابِلَ مَنفَعَةِ الخِدمَةِ وَالتَّسهِيلَاتِ الَّتِي يُقَدِّمُهَا وَالإِجَارَةُ الَّتِي هِيَ تَمْلِيكُ مَنفَعَةٍ بِعِوَضٍ مَشرُوعَةٍ۔[10]

”اور اس عمل فقہی تکییف یہ ہے کہ یہ فیس محض ان سہولیات کی اجرت ہے جو بنک مہیا کرتا ہے اور یہ اجارہ ہے جو کہ کسی مشروع نفع کا عوض کے مقابلے میں مالک بنانے کو کہتے ہیں“۔

تاہم اس قسم کی فیس اجرۃ مثل سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اجرۃ مثل سے زیادہ ہو گی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس قرض کی سہولت کے مقابلے اجرۃ میں شامل کر دی گئی۔ جو کہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مالیاتی اداروں کا کارڈ قبول کرنے والوں سے کمیشن وصول کرنا

مالیاتی اداروں کے لئے جائز ہے کہ اس کارڈ کو قبول کرنے والے تاجروں سے خریداری کی صورت میں فیصد کی نسبت سے کمیشن لے۔

اس کی تکییف فقہی یہ ہے کہ یہ حوالہ ہے۔ حامل بطاقہ محیل، تاجر محال اور کارڈ جاری کرنے والا بنک محال علیہ ہے۔ اگر حامل کارڈ کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہے تو یہ حوالہ مقیدہ ہے۔ جو کہ تمام علما کے ہاں جائز ہے۔ اور اگر اکاؤنٹ میں رقم نہیں تو یہ حوالہ مطلقہ ہے۔ جو کہ صرف حنفیہ کے ہاں جائز ہے۔ اور اس اطراف ثلاثہ کی رضا ان کے درمیان سابقہ معاہدوں کی روشنی میں ثابت ہے۔ لہٰذا حوالہ کا عمل مکمل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ تاجر سے جو کمیشن فیصد کے اعتبار سے وصول کی جارہی ہے، مثلاً اگر ۱۰۰ سو روپے کی خریداری کی تو ۳ سے ۴ روپے تک کمیشن کارڈ جاری کرنے والا بنک وصول کرتا ہے۔

اس پر اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ تو بنک اس دین میں سے کٹوتی کرتا ہے جو کہ اس کے اوپر اس تاجر کیلئے لازم ہے۔ لہٰذا یہ ضعو تعجل والی صورت ہو جائے گی۔ جو کہ ناجائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ضع وتعجل والی صورت اس وقت جائز ہے جبکہ وہ دین مؤجل جس کی ادائیگی کا وقت ابھی نہیں آیا اور اگر دین حال ہو تو پھر اگر کٹوتی مدیون کی مرضی سے کی جائے تو کوئی اشکال نہیں ہوتا اور نہ ہی ضع وتعجل والی صورت آتی ہے۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

فإنه لَيسَ حَسمًا مُقابلَ تخفِيضِ الاجل وَلَا دَاخِلاً فِي ضَع وَ تَعجَّل المَمنُوع۔ لانّ ضَع وَ تَعجل مَمنُوع فِي الدُّيُونِ المُؤَجَّلة فقَط۔[11]

"یہ مدت کم کرنے کے مقابلے میں دین کے رقم میں کمی نہیں ہے اور نہ ہی ضع و تعجل کی ممنوعہ صورت میں داخل ہے کیونکہ ضع و تعجل والی صورت صرف دیون مؤجلہ میں ممنوع ہے"۔

اور امام مالکؒ سے المدونۃ میں منقول ہے:

فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ عَلَى الرَّجُلِ أَلْفُ دِرْهَمٍ قَدْ حَلَّتْ فَيَقُولُ: اشْهَدُوا، إنْ أَعْطَانِي مِائَةً عِنْدَ الْمَحَلِّ فَالتِّسْعُمِائَةِ لَهُ وَإِلَّا فَالْأَلْفُ كُلُّهَا عَلَيْهِ. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ لِي عَلَى رَجُلٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَدْ حَلَّتْ فَقُلْتُ: اشْهَدُوا، إنْ أَعْطَانِي مِائَةَ دِرْهَمٍ عِنْدَ رَأْسِ الْهِلَالِ فَالتِّسْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ لَهُ وَإِنْ

لَمْ يُعْطِنِي فَالْأَلْفُ كُلُّهَا عَلَيْهِ. قَالَ: قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِهَذَا فَإِنْ أَعْطَاهُ رَأْسَ الْهِلَالِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَيَضَعُ عَنْهُ تِسْعَمِائَةٍ، فَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ رَأْسَ الْهِلَالِ فَالْمَالُ كُلُّهُ عَلَيْهِ.[12]

"اس شخص کے بارے میں جس کے دوسرے شخص پر ایک ہزار درہم ہوں اور ادائیگی کا وقت آ چکا ہو پس وہ کہتا ہے کہ گواہ ہو جاؤ کہ اگر اس نے مجھے ادائیگی کے وقت ایک سو درہم دے دیئے تو نو سو (۹۰۰) اسی کے ہو گئے اور اگر نہ دیئے تو ہزار پورے اس کے ذمے ہوں گے۔ میں نے کہا مجھے بتایئے کہ اگر میرے کسی شخص پر ایک ہزار درہم ہوں اور ادائیگی کا وقت آ چکا ہو پس میں کہوں کہ گواہ ہو جاؤ کہ اگر اس نے مجھے سو درہم مہینے کے شروع میں دے دیئے تو نو سو (۹۰۰) اس کے ہو گئے اور اگر نہ دیئے تو ہزار پورے اس کے ذمے ہوں گے۔ تو فرمایا کہ امام مالکؒ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، اگر اس نے اس کو مہینے کے شروع میں دے دیئے تو پس ایسا ہی ہو گا جیسا اس نے کہا۔ اگر اس نے مہینے کے شروع میں نہیں دیئے تو ساری رقم اس (مدیون) کے ذمے ہو گی۔"[13]

لہٰذا اگر وہ بنک کوئی خدمت نہ بھی مہیا کرے تب بھی تاجر کی رضامندی کی وجہ سے بنک کے لئے یہ فیس یا کمیشن لینا جائز ہے۔

دوسری بات یہاں پر یہ ہے کہ یہ فیس کس چیز کے مقابل وصول کی جارہی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بنک درج ذیل خدمات کے عوض بطور وکیل یہ اجرت وصول کرتا ہے۔

۱۔ کارڈ قبول کرنے والے تاجر کو کارڈ کی مشین مہیا کرتا ہے اور اس مشین کو ٹھیک کرنے یا رکھنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔

۲۔ بنک تاجر کو وہ کاغذ مہیا کرتا ہے جس پر بل پرنٹ ہوتا ہے اور اس پر دونوں یعنی تاجر اور حامل کارڈ دستخط کرتے ہیں۔

۳۔ بنک اس تاجر کو مشین چلانے کی ہدایات دیتا ہے۔

۴۔ جس تاجر کے پاس کارڈ قبول کرنے والی مشین ہوتی ہے اس کے پاس زیادہ تاجر آتے ہیں۔ کیونکہ ایسے مقام سے خریداری آسانی سے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ دلال کی طرح کام کرتا ہے۔

مندرجہ بالا خدمات کی وجہ سے بنک کیلئے تاجر سے کمشن لینا جائز ہے پھر جتنی زیادہ خریداری ہو گی اتنی زیادہ مشین استعمال ہو گی اور اتنی زیادہ اس کی دلالی کی فیس بڑھے گی لہٰذا فیصد کے اعتبار سے کمشن لینے پر اعتراض نہ ہو گا۔

مالیاتی ادارہ کا حامل کارڈ سے فیس وصو کرنے کا حکم

مالیاتی) ادارے یعنی بنک کیلئے جائز ہے کہ حامل کارڈ سے رکنیت کی تجدید اور پرانے کی جگہ نیا کارڈ جاری کرنے کی فیس وصول کرے۔

اس مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ یہ فیس حامل کارڈ کو کارڈ رکھنے کی اجازت اور اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے مقابلے میں ہے نیز نئے کارڈ کے اجراء پر بھی بنک وقت صرف کرتا ہے اور اس سلسلے میں کچھ دوسرے ضروری امور بھی انجام دینے پڑتے ہیں لہذا ان خدمات کے عوض بنک کیلئے اجرت لینا جائز ہے۔

تاہم یہاں پر اس بات کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ بنک ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ پر اگر فیس لے تو دونوں پر لے اور ایک ہی جیسے فیس وصول کرے۔ اگر بنک ڈیبٹ کارڈ پر فیس وصول نہ کرے اور چارج کارڈ پر وصول کرے یا ڈیبٹ کارڈ پر کم اور چارج کارڈ پر زیادہ وصول کرے تو پھر یہ اندیشہ ہے کہ اضافی رقم اس قرض دینے کی سہولت کے مقابل لی جارہی ہے جو کہ خفیہ سود کی ایک شکل ہوگی۔ اس لئے فیس ایک ہی جیسی ہونی چاہیے۔

ہاں اگر ایسی بات حقیقۃً ثابت ہو جائے کہ چارج کارڈ کے اجراء پر زیادہ محنت اور زیادہ امور انجام دینے پڑتے ہیں اور زیادہ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے تو پھر باحث کے خیال میں یہ اضافہ لینا شاید سود میں نہ آتا ہو۔

ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے ذریعے سونا، چاندی اور کرنسی کی خریداری:

ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ کے ذریعے سونا اور چاندی کی خریداری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ ڈیبٹ کارڈ:

جب ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے سونے کی خریداری کی جاتی ے تو جوں ہی حامل کارڈ خریداری کے بل پر دستخط کرتا ہے تو یہ حکمی طور پر قبضہ تصور ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ چونکہ یہاں پر محیل (صاحب کارڈ) کی رقم محال علیہ (بنک) کے پاس موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہذا اس کا حکم بنک ڈرافٹ والا حکم ہی ہوگا۔ بینک ڈرافٹ کی تکییف فقہی یوں ہوگی کہ کھاتہ دار / مشتری بنک یا تو نقد پیسے دے کر یا اپنے اکاؤنٹ سے بائع کے نام ڈرافٹ بنواتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ ہے کہ مشتری نے بنک کو تسلیم مبلغ کا وکیل بنایا ہے تو اس صورت میں ڈرافٹ پر بائع کا قبضہ مبلغ پر قبضہ تصور نہیں ہوگا۔ لیکن گہرائی سے اس مسئلے کو دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے چونکہ یہ مبلغ مصدق ہے اور یہ ڈرافٹ بھی مصدق ہے بنک کی طرف سے کہ ڈرافٹ بنانے کے بعد یہ مبلغ مشتری کے تصرف سے نکل گئی ہے اور اب بنک یہ صرف اس بائع کو ادا کرے گا۔ اس وجہ سے اب بنک کو بائع کا وکیل کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اور وکیل کا قبضہ اصل کا قبضہ تصور ہوگا۔ لہذا یہی صورت جب ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے سونے کی خریداری کی جائیگی تو رقم گویا کے بائع کے وکیل نے قبضہ میں لے لی ہے۔ اور مجمع الفقہ الاسلامی کا قرار بھی اس سلسلے میں موجود ہے 13۔

یوں جب حامل کارڈ نے تاجر کے بل پر دستخط کر دیئے تو گویا کارڈ جاری کرنے والے بنک نے بطور وکیل کے تاجر کی طرف رقم پر قبضہ کر لیا۔

اس پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ تاجر نے تو بنک کو وکیل نہیں بنایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تاجر کارڈ قبول کرتا ہے تو اس کا اس کارڈ قبول کرنے کے سلسے میں پہلے سے کارڈ جاری کرنے والے کے ساتھ ایک معاہدہ موجود ہے اور اس معاہدہ کی وجہ سے گویا تاجر اس کارڈ کاری کرنے والے بنک کو مبلغ کی وصولی میں وکیل بنانے پر راضی ہے اور اس کو اس کی وکالت معلوم ہے لہذا توکیل المجہول کا اعتراض بھی وارد نہ ہو گا۔

پس جب واؤچر پر دستخط کر دیئے تو بنک نے تجر کی طرف سے قبضہ کر لیا اور دونوں بائع اور مشتری کے تفرق سے پہلے وکیل کی طرف سے قبضہ پایا گیا۔

اور اسی طرح سونے اور چاندی کی خریداری اگر کریڈٹ کارڈ کے ذریعے کی جائے تو بھی اس بل پر دستخط کرنے سے تقابض فی المجلس کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ تاہم یہاں پر توکیل والی بات تو نہیں کیونکہ مشتری نے پہلے سے رقم بنک کو نہیں دی۔ یہاں پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ حامل کارڈ نے تو بنک کو پہلے سے کوئی رقم نہیں دی کہ وہ وکالتا اس رقم کو قبضہ کرے۔ اس اشکال کے سلسلے میں اگر ہم مجمع الفقہ کے قرار کو دیکھیں یا بعض معاصر علما کے آرا کو دیکھیں تو ان کے ہاں بل پر قبضہ ہی دراصل حکما مبلغ پر قبضہ ہے لہذا ان حضرات کے ہاں کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ مبلغ کا ملنا یقینی ہے اور یہی بات ان کے ہاں حکمی قبضہ کیلئے کافی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر عبد الستار ابو غدہ لکھتے ہیں:

وَذٰلِكَ لِاَنَّ قَسِيمة الدَّفعِ المُوقَّعَةَ مِن حَامِلِ البِطاقة تَقُومُ مَقَامَ القَبضِ، كَالشِّيك بَل هوَ اَقوىٰ مِنه كَما افاد الفَنِّيونَ لِاَنَّها مُلزِمة للتَّاجِرِ وتَبرأ بِها ذِمّة حَامِلِ البِطَاقة۔[14]

اور یہ ادائیگی رسید جس پر حامل کارڈ نے دستخط کئے ہوں قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہے جیسا کہ چیک میں ہوتا ہے بلکہ یہ رسید چیک سے زیادہ قوی (قابل اعتماد) ہوتی ہے جسا کہ (اس) فن کے ماہرین بتاتے ہیں کیونکہ یہ تاجر کیلئے ملزم ہوتی ہے اور صاحب کارڈ کی ذمہ داری مکمل ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر نزیہ حماد لکھتے ہیں: **لِاَنَّ تَسلِيمَ البَائِعِ قَسِيمة الدَّفعِ الموقَّعَةِ مِن حَامِلِ البِطَاقة قَبضٌ حُكمِيٌّ كَقَبضِ الشِّيكِ المُصَدَّقِ۔**[15]

کیونکہ ادائیگی رسید (جس پر حامل کارڈ کے دستخط ہوں) پر قبضہ اس مبلغ پر حکمی (تصور) ہو گا۔ جیسا کہ تصدیق شدہ چیک پر قبضہ، قبضہ حکمی شمار ہوتا ہے۔ تاہم بعض دیگر معاصر علما کریڈٹ کے ذریعے رقم کی ادائیگی اور ادائیگی

رسید پر دستخط کر کے تاجر کے حوالے کرنا اس تاجر کا مبلغ پر حکمی قبضہ کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ پروفیسر الصدیق محمد امین الضریر لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الفورِيَّةَ المَطلُوبَةَ شَرعًا فِي شِرَاءِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ غَير مُتحقّقة فِي الشِّرَاءِ بِالبِطَاقَةِ؛ لِأَنَّ حَامِلَ البِطَاقَةِ عِندَمَا يقدّمُ البِطَاقَةَ لِلتَّاجِرِ يَتسلَّمُ الذَّهَبَ، وَيوقعُ عَلى القِسيمةِ لا يَدفَعُ الثَّمَنَ لِلتَّاجِرِ، وَالَّذِي يَدفَعُ الثَّمَنَ لِلتَّاجِرِ هُوَ بنكُ التَّاجِرِ، أَو البنكُ المُصَدِّر لِلبِطَاقَةِ[16]

سونے اور چاندی کی خریداری میں شرعاً جو فوریۃ (تعجیل) مطلوب ہے۔ وہ فوریہ کارڈ کے ذریعے خریداری میں نہیں پائی جاتی کیونکہ حامل کارڈ جب تاجر کے پاس جاتا ہے تو سونا وصول کر لیتا ہے۔ جبکہ ادائیگی رسید پر دستخط کرتا اور تاجر کو ثمن ادا نہیں کرتا۔ (بلکہ) تاجر کو تاجر کا بنک ہی ثمن دیتا ہے۔ یا کارڈ جاری کرنے والا بنک دیتا ہے۔

اسی طرح مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

وَلِي فِيهِ نَظرٌ لِأَنّ بَرَاءَة ذِمّة المُشتَرِي شَيئٌ وَوُصُولُ القَبضِ مِنَ البَائِعِ شَيئٌ اٰخَرُ وَالَّذِي يَحصُلُ بِتَوقِيعِ المُشتَرِي هوَ الأَوَّلُ دُونَ الثَّانِي۔[17]

اور مجھے اس میں اشکال ہے، کیونکہ مشتری کا ذمہ سے بری ہونا یہ ایک چیز ہے اور بائع کا ثمن پر قبضہ حاصل ہونا دوسری چیز ہے ۔ مشتری کے دستخط سے پہلا (مقصد) حاصل ہوتا ہے دوسرا حاصل نہیں ہوتا۔

آراء کا تجزیہ:

دونوں آراء کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ کرنسی کے ذریعے سونے کی خریداری بیع صرف میں داخل ہے جیسا کہ اکثر علما کی رائے ہے تو پھر اگر ادائیگی رسید پر دستخط کو تاجر کیلئے حکمی طور پر قبضہ قرار نہ دیا جائے تو اس سے حرج لازم آئے گا۔ کیونکہ چارج کارڈ کا استعمال عام ہو چکا ہے۔ اور اس کے ذریعے خریداری وقت کی ایک ضرورت ہے۔ دوسری طرف جب تاجر کو مشتری کی طرف سے دستخط شدہ بل موصول ہوتا ہے تو تاجر کو اس رقم کا ملنا ٪۱۰۰ یقینی ہوتا ہے بلکہ بعض اعتبار سے شخصی چیک یا بنک ڈرافٹ سے بھی زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے۔ تو پھر اس صورت میں اس کو حکما قبضہ قرار دینا زیادہ معقول اور موجودہ زمانے کے اعتبار سے زیادہ قابل عمل معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکالنے شرعی حکم

رقم نکالنے پر جو فیس عائد کی جاتی ہے اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

کسی اور بنک کی شاخ سے رقم نکالے تو یہ اس بنک کی مشین استعمال کرنے کے عوض وہ بنک وصول کرتا ہے۔ لیکن اس میں یہ کارڈ ہولڈر اس بنک سے قرض لیتا ہے اور اس کو اپنے بنک سے رقم وصول کرنے کا کہتا ہے۔ اب اگر قرض ۲۰۰۰ لے رہا ہے تو وہ اس سے اضافی رقم بھی لیتے ہیں۔ جس میں کہ سود کا شائبہ ہے۔ اسی طرح اگر چارج کارڈ پر بھی رقم نکالنے پر فیس لے گا تو اس میں بھی سود کا شائبہ ہو گا۔[18]

لیکن چونکہ رقم متعین ہے اور مبلغ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے۔ کہ اسکی کمی اور زیادتی سے اس پر فرق نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ جو رقم نکالنے کی آسانی اور سہولت دی گئی اور وہ مشین مہیا کی گئی ہے اس کے مقابلے میں یہ رقم لی جاتی ہے اس وجہ سے امید ہے کہ اس میں سود کا شائبہ بھی نہ ہو گا۔ لہذا حامل کارڈ کیلئے کارڈ کے ذریعے نقد رقم نکالنا جائز ہے۔ چاہے اکاؤنٹ میں موجود رقم کے بقدر یا کارڈ جاری کرنے والے کی اجازت اس سے زیادہ، بشرطیکہ اس پر اضافی رقم سود مرتب نہ ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ کارڈ جاری کرنے والے ادارے کیلئے جائز ہے کہ وہ رقم نکالنے پر ایک متعین فیس مقرر کردے۔ تاہم یہ فیس نکالی جانے والی رقم کے ساتھ مرتبط نہ ہو۔ کہ اس رقم کے بڑھنے سے فیس کی رقم بڑھے۔

کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے عطا کردہ امتیازات:

کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے عطا کردہ امتیازات کے سلسلے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر ناجائز کاموں میں کارڈ استعمال ہو گا تو یہ تعاون علی الاثم والعدوان ہے۔ جو کہ حرام ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔[19]

"اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر" اور جائز کاموں تعاون فراہم کرنے میں ثواب ہے۔

لہذا مالیاتی ادارہ یا بنک کیلئے جائز نہیں کہ وہ حامل کارڈ کو ایسے امتیازات اور اضافی سہولیات فراہم کرے جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ جیسے کہ زندگی کا بیمہ (لائف انشورنس) یا غیر شرعی جگہوں پر داخلہ یا حرام تحائف پیش کرنا۔ تاہم صاحب کارڈ کو ایسے امتیازات فراہم کرنا جو شرعاً جائز ہوں درست ہے۔ جیسا کہ مختلف خدمات کے حصول میں اس کو ترجیح دینا اور ہوٹلوں، ریستورانوں، اور ہوائی کمپنیوں میں بکنگ میں رعایتیں دینا وغیرہ۔

نتائج

1. جو فیس کارڈ کی سرپرست تنظیموں کو دی جاتی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ یہ بنکوں اور عالمی سرپرست تنظیموں کے درمیان عقد اجارہ ہے۔اور اس عقد کے نتیجے میں عالمی تنظیمیں کچھ خدمات مہیا کرتی ہیں۔ جن میں ان کی فنی مہارت، مختلف بنکوں کے درمیان تصفیہ، تسویہ، مقاصہ اور اس کے علاوہ جو دیگر مشاکل آتی ہیں ان کو حل کرنا وغیرہ شامل ہیں.

2. مالیاتی اداروں کے لئے جائز ہے کہ کارڈ کو قبول کرنے والے تاجروں سے خریداری کی صورت میں فیصد کی نسبت سے کمیشن لے۔اس کی تکییف فقہی یہ ہے کہ یہ حوالہ ہے۔حامل بطاقہ محیل، تاجر محال اور کارڈ جاری کرنے والا بنک محال علیہ ہے۔اور یہ ضع وتعجل والی ناجائز صورت نہیں ہے

3. مالیاتی ادارے یعنی بنک کیلئے جائز ہے کہ حامل کارڈ سے رکنیت کی تجدید اور پرانے کی جگہ نیا کارڈ جاری کرنے کی فیس وصول کرے۔تاہم یہاں پر اس بات کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ بنک ڈیبٹ کارڈ اور چارج کارڈ پر اگر فیس لے تو دونوں پر لے اور ایک ہی جیسے فیس وصول کرے۔اگر بنک ڈیبٹ کارڈ پر فیس وصول نہ کرے اور چارج کارڈ پر وصول کرے یا ڈیبٹ کارڈ پر کم اور چارج کارڈ پر زیادہ وصول کرے تو پھر یہ اندیشہ ہے کہ اضافی رقم اس قرض دینے کی سہولت کے مقابل لی جارہی ہے جو کہ خفیہ سود کی ایک شکل ہوگی۔

4. جب ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے سونے کی خریداری کی جاتی ہے تو یہ عقد صرف ہے اور جوں ہی حامل کارڈ خریداری کے بل پر دستخط کرتا ہے تو یہ حکمی طور پر قبضہ تصور ہوتا ہے۔

5. مذکورہ بیع صرف کی صورت میں تاجر کو مشتری کی طرف سے دستخط شدہ بل موصول ہوتا ہے تو تاجر کو اس رقم کا ملنا ٪۱۰۰ یقینی ہوتا ہے بلکہ بعض اعتبار سے شخصی چیک یا بنک ڈرافٹ سے بھی زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے۔تو پھر اس صورت میں اس کو حکما قبضہ قرار دینا زیادہ معقول اور موجودہ زمانے کے اعتبار سے زیادہ قابل عمل معلوم ہوتا ہے۔

سفارشات

1. بینکوں کے درمیان کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ کے نتیجے میں وجود میں آنے والے معاملات میں اگر بیع صرف کا معاملہ ہو تو تقابض فی المجلس کی شرط کو مد نظر رکھنا چاہیے۔
2. کارڈ کے اجرا اور تجدید کے مقابلے کسی بھی قسم کی فیس مقرر کرنے میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ فیس اجرت مثل سے زائد نہ ہو۔

3. مذکورہ بالا معاملات اگر قرض کی بنیاد پر ہوں تو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ فیس کے نام پر کوئی ایک فریق ایسا اضافہ وصول نہ کرے جو نتیجتاً سود کی شکل اختیار کر لے۔

4. سودی معاملات سے بچنے کے لیے اسلامی بینکوں کو مل کر ایسا کارڈ جاری کرنا چاہیے جس کی سرپرستی وہ اور نگرانی وہ خود کر رہے ہوں۔

References

[1] مجمع الفقہ الاسلامی، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ الخامسۃ**، العدد: الخامس، الجزء: الثالث، ص: ۲۹۱۹۔

Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, *Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī*, Issue,5, Vol, 3, 1409 AH, P: 2919

[2] بیت التمویل الکویتی، بَحثٌ عَن بَطاقات الائتمان المصرفیّۃ، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، ۳، العدد السابع، ص: ۳۳۹۔

Bait ul Tamweel AL kuwaiti, Ba, Bath ‘n Bitāqāt al ‘timān AL Masrafiyyah, *Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī*, Issue,3, Vol, 7, P: 339

[3] شرعی مجلس ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، معاییر شرعیہ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، 1432ھ-2010، 17

Shariah standards for Islamic Financial Institutions, accounting and auditing organization for Isl.amic financial institutions, 1432-AH-2010AD, P: 370

[4] حوالہ بالا

Ibid

[5] حوالہ بالا

ibid

[6] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، بیروت دار الکتب العلمیہ 1406ھ، 6: 15

Alkāsānī, ‘alāūddīn, abūbakr bin masūd, *Badā’‘ūssāna’*, (Beirut: Dārūlkūtūb al ‘lmiyyaḥ, Second Edition,1406 AH), 6: 15

[7] شرعی مجلس ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، معاییر شرعیہ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، 1432ھ-2010، 17

Shariah standards for Islamic Financial Institutions, accounting and auditing organization for Isl.amic financial institutions, 1432-AH-2010AD, P: 17

[8] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، ۶:۱۶۔

Alkāsānī, , abūbakr bin masūd, *Badā’‘ūssāna’* , 6: 15

[9] شرعی مجلس ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، معاییر شرعیہ، ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ **للمؤسسات المالیۃ** الإسلامیۃ، 1432ھ-2010، 17

Shariah standards for Islamic Financial Institutions, accounting and auditing organization for Isl.amic financial institutions, 1432-AH-2010AD, P: 17

[10] الزحیلی، وہبۃ مصطفی، بَحثٌ عَن بَطاقات الائتمان المصرفیّۃ، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، ۳، العدد السابع، ص: ۳۳۹

al-Zuhaili, Wahbah Mustāfā, Bath ‘n Bitāqāt al ‘timān AL Masrafiyyah, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,3, Vol, 7, 1409 AH, P: 339

۱۱ العثمانی، محمد تقی، **فقہ البیوع**، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1436ھ، 2015، 1: 459

Usmani, Muhamma Taqi, *Fiqh Ul Buyooh*, Maktaba Maarif Al Quran, Karachi, 1436AH-2015, vol: 1,: 459

[12] مالک، مالک بن انس الاصبحی، (المتوفی ۱۷۹ھ) **المدونۃ الکبری**، دار الکتب العلمیۃ۔ طبع۔ اول ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴ء، ۳:۳۹۷

Mālik bin Anas al-Aṣbaḥī,(179AH), *Al-Mudawwana al-Kubra*, Dārūlkūtūb al ‘lmiyyaḥ, Beirut, FIrst Edition,1406 AH, 6: 15

[13] مجمع الفقہ الاسلامی، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، الدورۃ السادسۃ، العدد السادس، ۱: ۵۹۲۔

Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,6, Vol, 1, P: 592

[14] ابو غدہ، الدکتور عبد الستار، بطاقات الایتمان تصورھا والحکم الشرعی علیھا، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، العدد ۱۲، ۱ص: ۱۳۳۹۔

Abu Ghuddah, Abdul Sattar, Bitāqāt al ‘timān AL Masrafiyyah tasawwuruhā wal Hukm Al shar’I ‘laihā, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,12, Vol, 1, P: 1339

[15] دکتور نزیہ حماد، بطاقات الایتمان غیر المغطاۃ، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، العدد ۳، ۱۲: ۱۳۶۱۔

Nazih, Hammad Dr. Bitāqā ‘timān al Mughattat, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,12, Vol, P: 1361

[16] الضریر، الصدیق محمد امین، بطاقات الیتمان، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، العدد ۳، ۱۲: ۱۲۳۲۔

Al- Zarir, Al Sadiqui, Muhammad Amin, Bitāqā ‘timān, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,12, Vol, P: 1233

[17] محمد تقی، العثمانی، **فقہ البیوع**، نمبر1: 464

Usmani, Muhamma Taqi, *Fiqh Ul Buyooh*, vol: 1,: 464

[18] الضریر، پروفیسر الصدیق محمد امین، بطاقات الیتمان، **مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی**، العدد ۳، ۱۲، ص: ۱۴۴۰

Al- Zarir, Al Sadiqui, Muhammad Amin, Bitāqā ‘timān, Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, Issue,12, Vol, P: 1440

[19] المائدہ:5: 2

AL- Maedah: 5: 2